رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء — عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل قادیان — روزنامہ

THE DAILY AL FAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی — تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی — سالانہ — ششماہی — سہ ماہی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۵ | مورخہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۸ فروری سنہ ۱۹۳۷ء | نمبر ۴۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۶ فروری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کے درد نقرس میں خدا تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً افاقہ ہے۔ ناسازی طبع کی وجہ سے حضور آج بھی نماز جمعہ پڑھانے کے لئے مسجد اقصےٰ میں تشریف نہ لاسکے۔ اور حضور کے ارشاد پر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے خطبہ جمعہ پڑھا۔

آج صبح مسجد محلہ دارالرحمت میں انصاراللہ کا اجلاس ہوا۔ جس میں فریضۂ تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے صوفی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے، مولوی ابوالعطاء صاحب اور مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے مؤثر تقاریر کیں۔ آخر میں قرار پایا۔ کہ قرعہ اندازی کے ذریعہ انصاراللہ کو تبلیغ کے لئے باری باری بھیجا جایا کرے۔

چوہدری برکت علی خان صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے ہاں آج چوتھا لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والا کتوں سے بدتر اور سوروں سے ناپاک تر ہے

"بدبخت ہے وہ انسان جو افترا کر کے اپنے مالک کو ناراض کرے۔ اور سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو ایک مجرمانہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے۔ اور یاد رکھو کہ اگر کوئی میرے لئے کسی قسم کا خدا تعالےٰ پر افترا کرے گا۔ اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میرے خوش کرنے کے لئے مشہور کر دے گا۔ تو میں اس کو کتوں سے بدتر اور سوروں سے ناپاک تر سمجھتا ہوں اور دونوں جہانوں میں اس سے بیزار ہوں۔ کیونکہ اس نے ایک ذلیل خلق کے لئے اپنے عزیز مولےٰ کو جھوٹ بول کر ناراض کر دیا۔ اگر ہم بے باک اور کذاب ہو جائیں۔ اور خدا تعالےٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزارہا درجے ہم سے کتے اور سور اچھے ہیں۔ سو اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالےٰ مفتری کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ اور اس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے لئے وہی پناہ کافی ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اپنے فرستادہ کو برباد نہیں کر دے گا۔"

(نشان آسمانی صـ۲)

تحریک جدید کا چندہ

دوست جلد سے جلد ادا کریں!

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

بعض نہایت اہم ضروریات کی وجہ سے اور تحریک کی جائداد خریدنے کی وجہ سے تحریک جدید کا چندہ ختم ہو رہا ہے۔ اور کام کے رُکنے کا احتمال ہے۔ ابھی گزشتہ دو سالوں کا بھی پچیس ہزار کے قریب روپیہ دوستوں کے ذمہ باقی ہے جس کی نہ معافی انہوں نے لی ہے اور نہ ادا کیا ہے۔ اس سال کی آمد بہت ہی کم ہے۔ تین ماہ میں صرف بیس ہزار کے قریب روپیہ آیا ہے۔ حالانکہ چالیس ہزار سے اوپر آ چکنا چاہیئے تھا۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سال انہوں نے اپنی خوشی سے غیر معمولی مالی بوجھ اپنے سر لیا ہے۔ اور اس کے لئے غیر معمولی احتیاط اور غیر معمولی قربانی کی ضرورت ہے۔ پس ہر جگہ کی جماعتوں کو چاہیئے۔ خاص زور دیکر چندہ تحریک کی وصولی کی کوشش کریں۔ اور زائد کارکن جو کام کر کے چندہ کے علاوہ ثواب حاصل کرنا چاہیں۔ مقرر کر کے وصولی کے کام کو وسعت دیں۔ اس وصولی کا اثر صدر انجمن احمدیہ کے چندوں پر نہیں پڑنا چاہیئے۔ بلکہ حقیقی قربانی اور ایثار سے کام لیکر سارے بوجھ جماعت کو اُٹھانے چاہئیں تا اللہ تعالیٰ کی نصرتیں اور اسکے فضل نازل ہوں اور اسلام کی کشتی منجدھار سے نکل کر اپنی منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

خاکسار: میرزا محمود احمد

(۲۴ فروری ۱۹۳۷ء)

بقیہ صفحہ ۳

میں داخل ہونے پر اپنے سابقہ رویہ کو غلط قرار دے کر چھوڑ دیتا ہے۔ تو اسے کانگرس کا غدار کہا جاتا ہے۔ اور نہ ہم تو سمجھتے ہیں۔ دور کھڑے ہو کر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنا آسان اور بے حد آسان ہے۔ لیکن کوئی کام کر کے دکھانا بہت مشکل ہے۔ اور ان مشکلات کو وہی جانتا ہے۔ جس کے کندھوں پر اس کام کو سر انجام دینے کی ذمہ واری عائد ہو۔ اسی کلیہ کے ماتحت عام طور پر کانگرسی لیڈر نظام حکومت کے خلاف شدید نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان میں سے جب کسی کو حکومت کے کسی شعبہ میں کام کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے اور اس پر اپنے سابقہ رویہ کی غلطی منکشف ہو جاتی ہے تو اسے کانگرس کا غدار کہا جاتا ہے۔

کانگرس کے لئے اس الجھن سے نکلنے اور اپنے بہترین کارکنوں کو غداری کے الزام سے بچانے کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے حکومت کے مقابلہ میں عدم تعاون اور تخریبی پالیسی اختیار نہ کرے۔ بلکہ تعاون اور تعمیری پالیسی پر کاربند ہو۔

یوم التبلیغ پر احمدیہ فیلوشپ کا ٹریکٹ

۲۴ اپریل ۳۷ء کے یوم التبلیغ پر احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ ایک تبلیغی ٹریکٹ شائع کریگی۔ یہ ٹریکٹ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات سے مرتب کیا گیا ہے۔ جن میں حضور علیہ السلام نے نہایت پر درد الفاظ میں اپنا دعویٰ اور مشن پیش کیا ہے نہایت خوشخط کاتب سے لکھوا کر اس کے بلاکس تیار ہو رہے ہیں۔ آرٹ پیپر پر نہایت دیدہ زیب صورت میں چھپیگا۔ آپ فیلوشپ کے ممبران میں اپنا نام لکھا لیجئے۔ تاکہ یہ ٹریکٹ آپ کو بھیجا جا سکے۔ احمدیہ فیلوشپ کے گنتی کے چند ممبر آج تک ایک لاکھ سے زائد تبلیغی ٹریکٹ شائع کر چکے ہیں۔ آپ بھی سوچئے کہ آپ نے اپنا فرض کس حد تک ادا کیا۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

عبد الوہاب عمر سیکرٹری احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ

احمدی خواتین جلد توجہ فرمائیں

اگرچہ اخبار میں کئی بار اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ گزشتہ مجلس مشاورت میں جو یہ تجویز پیش کی گئی تھی۔ کہ جو احمدی عورتیں چندہ دینے کے قابل ہوں۔ ان کے لئے چندہ ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہو۔ جیسا کہ مردوں کے لئے ضروری ہے۔ اس کے متعلق خواتین اپنے خیالات کا اظہار کریں لیکن تاحال کسی نے اس کے کسی پہلو کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا۔ حالانکہ یہ نہایت اہم اور ضروری سوال ہے۔ اور اسی وجہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسے ملتوی کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اب چونکہ ۳۷ء کی مجلس مشاورت قریب آ رہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس سے قبل خواتین ایک پختہ رائے قائم کر لیں۔ تاکہ مجلس مشاورت میں اسے پیش کر سکیں خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا احمدی خواتین کے لئے کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کی وہ عادی نہ ہوں۔ سوال صرف یہ ہے۔ کہ وہ بتائیں ان میں جو ایسی خواتین ہیں۔ جن کو ذاتی اخراجات کے لئے مقررہ رقم ملتی ہے۔ اس پر چندہ کس نسبت سے مقرر کرنا چاہیئے۔ جسے وہ باقاعدہ ادا کر سکیں۔ اور کیا صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن میں احمدی خواتین سلسلہ کے لئے مالی قربانی میں باقاعدہ شریک ہو سکیں۔ لجنہ اماء اللہ قادیان کو اس بارے میں پیش قدمی کرنی چاہیئے اور زیر غور مسئلہ پر احمدی خواتین کے نقطۂ خیال سے اظہار خیالات کرنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

کانگرس اور عہدے

کانگرس کے لئے آئندہ نظام حکومت میں عہدوں کا سوال سانپ کے موُنہہ میں چھچھوندر بن گیا ہے۔ جسے نہ وُہ چھوڑ سکتی ہے۔ اور نہ قبول کر سکتی ہے۔ جب تک نئے انتخابات نہ ہوُئے تھے۔ کانگرس اس سوال کو بار بار ملتوی کر کے وقت گزارتی رہی۔ لیکن اب جبکہ انتخابات ہو چکے ہیں۔ ان کے نتائج نکل آئے ہیں۔ اور عہدوں کے حصُول کے لئے جد وجہد شرُوع ہے۔ کانگرس بہت بڑی الجھن میں پھنسی ہوئی نظر آتی ہے۔ اگر کانگرس کے نزدیک موجودہ نظام حکومت ناقص ہے۔ اور اس کی سب سے زیادہ ذمہ واری اس نظام کے چلانے والے عہدہ داروں پر عائد ہوتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ جس قدر عہدوں پر قابض ہو سکتی ہے۔ انہیں حاصل کر کے نقائص دُور کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ اسی طرح اگر کانگرس نے انتخابات میں اس لئے حصہ نہیں لیا۔ کہ نظام حکومت کو اعلےٰ بنانے کی بجائے اس میں اور زیادہ خرابیاں پیدا کر کے اہل ہند کے لئے مزید مصائب و مشکلات کے دروازے کھولے۔ تو پھر کیوں ان صوُبوں میں جہاں انتخابات میں اسے اکثریت حاصل ہو چکی ہے۔ وزارت مرتب کرنے کی ذمہ واری اپنے سر نہیں لیتی۔

یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جو ملکی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے دل میں پیدا ہو رہا ہے۔ کانگرس نے خود تو ابھی تک اس کا کوئی جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن کانگرس کے حامی اس بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ وُہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ چنانچہ ایک کانگرسی اخبار لکھتا ہے:-

"وزارت میں جانا ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد کے مصداق ہے"!

گویا کانگرس اس لئے عہدے قبول نہیں کر رہی ہے۔ کہ وُہ اپنے نقطۂ نگاہ سے ملک کے لئے یہی طریقِ عمل مفید اور نتیجہ خیز سمجھتی ہے۔ بلکہ محض اس خطرہ اور اندیشہ کے باعث عہدوں سے دُور بھاگ رہی ہے۔ کہ اگر اس کے کسی بڑے سے بڑے نمائندہ کو بھی کوئی عہدہ ملا۔ تو اس کی کایا پلٹ جائے گی۔ اور وُہ بجائے حکومت میں کانگرسی نقطۂ نگاہ سے کوئی اصلاح کرنے کے خود حکومت کا حامی اور مددگار بن جائے گا۔

اخبار مذکور نے اس بات کی تائید میں چند مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"صوُبجاتِ متوسط میں سوراجیہ پارٹی کو قطعی اکثریت حاصل تھی۔ اس نے اپنی طرف سے مسٹر تانبے کو لیجسلیٹو کونسل کی صدارت کے لئے پیش کیا۔ اور وُہ صدر ہو گئے۔ ایک وقت آیا۔ جبکہ وُہ اپنی پارٹی کی اجازت کے بغیر اور اس سے مستعفی ہوئے بغیر گورنمنٹ سے ساز باز کر کے گورنر کی ایگزکٹو کونسل کے ممبر بن گئے.......... یہ مسٹر تانبے آخر کار سی۔ پی کے قائم مقام گورنر بنے"!

"دوسری مثال سر راگھویندر راؤ کی ہے۔ یہ بھی پہلے پہل سوراجیہ پارٹی کے سرکردہ رکن تھے۔ اسی سلسلہ میں پبلک کے سامنے آئے۔ جب مہاراشٹر پارٹی سوراجیہ پارٹی سے الگ ہو گئی تو یہ مہاراشٹر پارٹی کے ساتھ رہے۔ اور جب ۱۹۲۶ء میں نئے انتخابات ہوُئے۔ تو یہ وزیر بن گئے۔ اس کے بعد ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہوئے۔ اور پچھلے دنوں قائم مقام گورنر رہے"!

یہ دونوں مثالیں کانگرس کے سرکردہ لیڈروں کی ہیں۔ اور یہ بتانے کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ کہ جب وُہ حکومت کی مشینری کے پرزے بنے۔ تو بجائے اس کے کہ کانگرس کے نقطۂ نگاہ کو پیش نظر رکھ کر کام کرتے انہوں نے بھی وُہی رنگ اختیار کر لیا۔ جو کانگرس کو ناپسند تھا۔ اور جس کے خلاف نہ معلوُم خود انہوں نے کتنی بار دھواں دھار تقریریں کی ہونگی۔ چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے:-

"نہ مسٹر تانبے بُرے آدمی ہیں۔ اور نہ ہی سر راگھویندر راؤ۔ بُرے ہوتے تو کانگرس انہیں آگے کیوں کرتی۔ لیکن حالات نے انہیں ایک ایسے طریق کار پر مجبور کر دیا۔ جو ان کے ہموطنوں کو پسند نہیں"!

چونکہ یہی خطرہ دوسرے کانگرسی لیڈروں کے متعلق درپیش ہے۔ اس لئے کانگرس نہیں چاہتی۔ کہ عہدے قبول کرنے کی اجازت دے کر اپنے لئے آپ مشکلات پیدا کرے۔ اور اپنا وقار گھٹائے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے:

"اگر انتخابات میں جبکہ انتخابات میں کامیابی کے لئے ہزاروں روپے درکار ہیں۔ اور دردِ سر اس کے علاوہ۔ کئی کانگرسیوں نے کانگرس کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ جس سے انہیں کانگرس سے جواب بھی ملا۔ تو وزارت کے سوال پر اور بھی خلاف ورزیاں ہونگی۔ اور نہ معلوم کتنے کانگرسیوں کو کانگرس سے جواب ملے گا۔ انتخاب میں کسی کانگرسی کی بے ایمانی زیادہ نقصان نہ پہونچا سکتی تھی۔ لیکن وزارت کے سوال پر اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ تو کانگرس کے وقار کو سخت دھکا لگے گا۔ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ انسانی فطرت ایک سی ہے۔ اگر ہندو گروپ کا ایک ایک ممبر وزارت کا خواہاں ہے اور اس کے لئے بھٹکتا پھرتا ہے۔ تو کانگرسیوں کے دلوں میں بھی وزارت کی خواہش ہلورے لے رہی ہے۔ اگر کانگرسی دیوتا ہوتے۔ تو کانگرس کمیٹیوں میں عہدوں کے جھگڑے نہ ہوتے۔ اور یہ جھگڑے کسی اور سوسائٹی سے کم نہیں اگر کانگرسی اخلاقی گراوٹ سے بچے ہوئے ہیں۔ تو اس لئے کہ اس وقت تک عہدہ قبول کرنا کانگرس کے پروگرام سے خارج ہے۔ اگر کوئی کانگرسی اس وقت عہدے قبول کرے۔ تو وُہ کانگرس سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر عہدے قبول کرنا اس کے پروگرام میں داخل ہو جائے۔ تو کانگرسیوں کو اخلاقی گراوٹ سے کون بچائے گا۔ خانہ جنگی شرُوع ہو جائے گی۔ کانگرسی کانگرسی کا دُشمن ہو جائے گا"!

ہمارے نزدیک کانگرس کی عہدے قبول نہ کرنے کی پالیسی دُور اندیشی پر مبنی نہیں۔ تاہم خیال تھا۔ کہ کانگرس نے یہ فیصلہ مفادات ملکی اور وطنی کے پیش نظر کر رکھا ہے۔ اور یہ جذبہ بہرحال قابلِ تعریف ہے۔ لیکن عہدے قبول نہ کرنے کی جو وجوہات اوپر درج کی گئی ہیں ان سے اطلاع پا کر ہمارا سر شرم و ندامت سے جھک گیا۔ کہ جس ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی کے لیڈروں میں قوم اور وطن سے متعلق اخلاص و وفاداری اور ایثار و قربانی کا یہ حال ہو وُہ کیونکر غیروں کی نگرانی سے آزاد ہو کر باعزت ممالک کی صف میں کھڑا ہونے کے قابل بن سکتا ہے۔ کانگرس کے اشاروں پر اہل ہند نے نہایت ہی شاندار جانی اور مالی قربانیاں کیں۔ لیکن افسوس کہ کانگرس سوائے شاذ و نادر کے اپنے لیڈروں میں ملک کے لئے حقیقی قربانی کا جذبہ نہ پیدا کر سکی یہی وُہ کمی ہے۔ جو کانگرس کی اس وقت تک کی ناکامیوں کا باعث ہے۔ یہ نتیجہ ہم نے کانگرس کے اس فیصلہ سے اخذ کیا ہے۔ کہ اگر اس کا کوئی بڑے سے بڑا حامی بھی نظام حکومت

(باقی دیکھیں صفحہ ۲)

نبوّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فیصلہ کُن مُناظرہ

"پیغام صلح" کے عذراتِ واہیہ کا جواب

گزشتہ سے پیوستہ

(۶)

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا یہ سچ نہیں کہ آپ نے ۱۹۱۳ء میں اپنے مشہور مضمون "مسلمان وہ ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے" میں نبوت مسیح موعودؑ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اور نہ نبوت کے انکار کے باعث آپ کے منکرین کو کافر قرار دیا تھا؟

معلوم ہوتا ہے یا تو ایڈیٹر صاحب مغالطہ خوردہ ہیں۔ یا مغالطہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس مضمون میں ان دونوں سوالوں کا جواب بالعکس موجود ہے۔ وہاں صاف لکھا ہے۔

(الف) "ہم لوگ جب حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ تو کیونکر آپ کے فتوے کو رد کر سکتے ہیں"۔

(ب) "ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت صاحب خدا کے مرسل تھے۔ اور مامور من اللہ تھے۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے انبیاء ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے"۔

(ج) "ہمارا ایمان ہے کہ جیسے اور انبیاءؑ کے منکرین اللہ تعالےٰ کی درگاہ سے بعید کئے جاتے تھے۔ آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کے منکرین کا بھی یہی حال ہے"۔

(د) کافر کے معنی منکر کے ہیں۔ پس یہ کیسا جھوٹ ہے۔ کہ اگر ہم باوجود ان کے انکار کے پھر ان کو مومن کا مومن سمجھیں"۔

کیا ان تصریحات کے باوجود ایڈیٹر صاحب پیغام محض دھوکہ دہی کے لئے کہتے چلے جائیں گے۔ کہ اس مشہور مضمون میں نہ نبوت کا ذکر ہے۔ اور نہ کفر کی اس پر بنیاد رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر ایڈیٹر صاحب نے ابھی تک مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر "تن من دھن کی قربانی کی بیعت" نہیں کی۔ اور وہ اپنے ضمیر کے مالک ہیں۔ تو ایک دفعہ اس "مشہور مضمون" کو پڑھ کر ہمارے بیان کی تصدیق کریں گے۔

(۷)

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ کب ایجاد کیا گیا۔ اور اس کے متعلق جماعت میں کب اختلاف ہوا! یہ ایک سوال ہے۔ جس پر پیغام صلح میں خاص زور دیا گیا ہے لکھا ہے۔

(۱) "مسئلہ نبوت جناب خلیفہ قادیان کی گدی نشینی کے بعد پیدا ہوا"۔

(۲) "اس سے قبل مسئلہ نبوت کے متعلق جماعت میں قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا"

(۳) "نبوت کی بحث ۱۹۱۴ء میں اختلاف کے بعد شروع ہوئی"۔

ان فقرات میں مسئلہ نبوت میں آغازِ اختلاف کی تاریخ "جناب خلیفہ قادیان کی گدی نشینی کے بعد" ۱۹۱۴ء بتائی گئی ہے اور تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اس سے قبل جماعت میں مسئلہ نبوت کے متعلق قطعاً کوئی اختلاف نہ تھا۔ تاریخی پہلو سے یہ بیان بالکل سچا ہے۔ لیکن اہلِ پیغام کے سابقہ بیانات کے ازالہ کے لئے خود ان کے خلاف ایک زبردست دلیل۔ اگر مسئلہ نبوت میں اختلاف کا آغاز مارچ ۱۹۱۴ء سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اس سے قبل جو کچھ شائع ہوا وہ سب جماعت کا متفق علیہا عقیدہ تھا۔ لیجئے ہم صرف پیغام صلح کا ہی ایک بیان ۱۹۱۴ء سے پہلے کا پیش کرتے ہیں لکھا ہے۔

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالےٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی (استخفاف مقام حضرت مسیح موعودؑ) پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود ومہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں اور جو درجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم وبیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی"۔ (۱۶ / اکتوبر ۱۹۱۳ء)

اگر یہ سچ ہے کہ مارچ ۱۹۱۴ء کے بعد نبوت کے مسئلہ میں اختلاف ہوا اور اس سے قبل سب جماعت کا ایک ہی عقیدہ تھا۔ تو پھر فیصلہ ہو گیا۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے دن تک تمام غیر مبایعین سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "نبی رسول اور نجات دہندہ" مانتے تھے۔ مگر بعد ازاں انہوں نے ذاتی عداوت کے باعث خلافت کا انکار کیا۔ اور پھر نبوت کے منکر بن گئے۔ اور سادہ لوح لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے کفر و اسلام کی رٹ لگاتے رہے۔

(۸)

ایڈیٹر صاحب پیغام کہتے ہیں حضرت میاں صاحب غیر مبایعین سے اس لئے کفر و اسلام پر بحث نہیں کرتے۔ کہ آپ کے بعض مرید اس عقیدہ میں آپ سے متفق نہیں۔ اول تو یہ بات ہی سراسر غلط ہے لیکن اگر ایسا ہو بھی تو غیر مبایعین کا اس بناء پر اس کو مستقل موضوع بحث بنانا کیا معنے رکھتا ہے۔ ایسے مرید اگر فرض کیا جائے کہ کوئی ہیں تو خود اپنے آقا و مرشد سے استفسار کر سکتے ہیں۔ ہم کھلے لفظوں میں اعلان کرتے ہیں۔ کہ مسئلہ تکفیر کوئی اساسی مسئلہ نہیں۔ یہ صرف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کا نتیجہ ہے۔ اگر غیر مبایعین کے امیر نبوت حضرت مسیح موعودؑ کی نفی کر دیں تو تکفیر خود بخود جاتی رہتی ہے۔ تعجب ہے کہ اصل موضوع کو ترک کرنے کے لئے کس طرح تنکوں کا سہارا لیا جا رہا ہے۔

پھر لکھا ہے "در اصل اوائل اختلاف میں میاں صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلی نبی ہی مانتے تھے۔ محض مصلحتاً نبی کہتے تھے۔ اور ایک خط کے ادھورے الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ خود اس شائع کردہ عبارت میں صاف لکھا ہے کہ نبی کے لفظ پر زور دینے میں مصلحت یہ ہے کہ "چونکہ حضرت صاحب کے درجے کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے۔ اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے۔ کہ آپ کے اصل درجے سے جماعت کو آگاہ کیا جائے"۔ (پیغام ۲ / فروری)

عام طور پر جماعت احمدیہ میں بانیٔ سلسلہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ اہلِ پیغام نبوت کا انکار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجے کو گھٹا رہے تھے۔ اس لئے اس وقت اصل درجہ کو ظاہر کرنے کے لئے نبی کے لفظ کے بکثرت استعمال کی ضرورت تھی ہاں یاد رہے۔ کہ ہم اب بھی اور تا قیامت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلی نبی مانتے ہیں۔ کیونکہ ظلی نبی کے معنی حضور علیہ السلام نے یہی فرمائے ہیں۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی برکت سے مقام نبوت پر سرفراز کیا گیا ہوں۔ اور اس حقیقت کا جماعت احمدیہ ہمیشہ اعلان کرتی ہے پس ایڈیٹر صاحب کا یہ مغالطہ بھی ناکام مغالطہ ہے

— ۹ —

مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے:-

"میں تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات کا فیصلہ کر لو۔ اور جب تک وہ فیصلہ نہ ہو جائے۔ **دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔ اصل جڑ** سارے اختلاف کی **صرف** حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ میں ایک حد تک ہم میں اتفاق بھی ہے اور اس اتفاق کے ساتھ کچھ اختلاف بھی ہے۔ **جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں۔**" (ٹریکٹ ۳ فروری ۱۹۱۵ء)

ہم نے بار بار اس تحریر کو جناب مولوی صاحب کے سامنے پیش کر کے درخواست کی ہے۔ کہ اس کے مطابق فیصلہ کن مناظرہ فرمائیں۔ اس پر آپ نے ہمیں گالیاں دیں۔ بد اخلاق قرار دیا۔ روحانیت سے عاری بتلایا۔ مگر "پیغام صلح" کا فائل گواہ ہے۔ کہ آپ نے ایک مرتبہ بھی اس واضح طریق فیصلہ کو شرمندۂ توجہ نہیں فرمایا۔ سیدھی بات ہے۔ اگر یہ تحریر مولوی محمد علی صاحب کی ہے؟ تو انہیں ادھر ادھر جانے کا کوئی حق نہیں۔ صرف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے فیصلہ کن مناظرہ کر لیں۔ اور باقی تمام معاملات کو اس کے فیصلہ تک ملتوی رکھیں۔ کیونکہ سارے اختلاف کی اصل جڑ یہی مسئلہ ہے۔ آج بائیس سال کے بعد مولوی صاحب کا مسئلہ تکفیر کو مقدم اور اصل جڑ قرار دینا ان کے تناقض کو ثابت کرتا ہے ہمارا یہ مطالبہ اتنا زبردست ہے۔ کہ آج تک مولوی صاحب کے مونہہ پر مُہر خاموشی لگی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے اس کے جواب میں ایک حرف تک نہیں فرمایا۔ آخر فرمائیں تو کیا۔ دونوں طرف مصیبت نظر آتی ہے۔ عبارت واضح ہے۔ اور مسئلہ نبوت پر مباحثہ کے لئے جرأت نہیں۔ خاموشی میں ہی سلامتی دیکھتے ہیں۔ ہاں اس مرتبہ ایڈیٹر صاحب پیغام نے اس عبارت کے متعلق گوہر افشانی کی ہے۔ مگر آپ کو بھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ "پیغام" کے صفحات پر جناب مولوی محمد علی صاحب کے ان کلمات کو نقل کر کے جواب دیں۔ آپ میرے بار بار اس عبارت کو پیش کرنے کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں:-

"۱۹۱۵ء میں اگر آپ کو یہ دعوت دی گئی تھی۔ تو اس وقت آپ کی ساری جماعت کیوں خاموش رہی۔ اب آپ کا اس کو لے کر شور مچانا مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد کا مصداق ہے۔" (صفحہ ۹ کالم ۳)

جب تک مولوی محمد علی صاحب کو ایسے حمائتی میسر ہیں۔ انہیں خود کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ مانتے ہیں کہ یہ عبارت "مشتے" تو ہے۔ مگر "بعد از جنگ" ہے۔ حالانکہ اس ذمہ وار ایڈیٹر سے پوچھا جائے۔ کہ جنگ ختم کب ہوئی؟ یہ جواب ہمارے مطالبہ کے پختہ ہونے کا کھلم کھلا اعتراف ہے۔ اگر کہو۔ کہ تم ۱۹۱۵ء میں کیوں خاموش رہے تو اول۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ہم آپ کی ہر تحریر پڑھیں۔ میں نے تو شخصی طور پر اسے ۱۹۳۶ء میں ہی پڑھا ہے دوم۔ ہم نے اس وقت اسے شائستۂ التفات نہ سمجھا۔ آج موقعہ کی مناسبت سے "بر کلۂ دشمن باید زد" کے مطابق آپ کے سامنے رکھ دیا۔ ہاں یہ تو فرمائیے۔ کہ کیا آپ کے "امیر نا واجب الاطاعت" اس اپنی تحریر کو آج درست اور برحق سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر وہ اس بارہ میں تبدیلی کر چکے ہیں۔ اور ماشاء اللہ انہیں تبدیلیٔ خیالات وعقائد کی پرانی عادت ہے۔ تو از راہِ کرم اس کا اعلان فرمائیں۔ اور اگر وہ اس کو ہنوز صحیح سمجھتے ہیں۔ تو پھر ۱۹۱۵ء کا بہانہ لے کر اس ضرب کاری کو بعد از جنگ کہتے ہوئے ہوش و خرد سے کام لیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب سے ہی اس کی توضیح کرائیں:-

معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۱۵ء کے بہانہ کو ایڈیٹر صاحب "پیغام" کی طبیعت نے بھی کافی نہیں سمجھا۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں:-

"علاوہ ازیں مولوی اللہ دتا کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس وقت بھی جو چیلنج ہماری طرف سے دیا گیا تھا۔ اس میں بھی کہا گیا ہے۔ کہ **حضرت صاحب کی قسم نبوت پر مباحثہ کر لیا جائے۔** یعنی آیا۔ یہ وہ نبوت ہے۔ جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔ یا محض ظلی نبوت یعنی ولایت ہے۔ جس کے انکار سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔ پس مسئلہ کفر تو اس وقت بھی سامنے تھا۔"

ہم مان لیتے ہیں۔ کہ اس وقت بھی مسئلہ کفر آپ کے سامنے ہوگا مگر یاد رہے۔ کہ اس وقت آپ کی طرف سے بقول آپ کے یہی نہیں کہا گیا تھا۔ کہ "**حضرت صاحب کی قسم نبوت پر مباحثہ کر لیا جائے**" بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ اس امر کے فیصلہ تک "دوسرے معاملات کو ملتوی" رکھا جائے۔

ہمیں یہ بات منظور ہے۔ کیا جناب مولوی محمد علی صاحب بھی اس پر آمادہ ہیں۔ کہ وہ سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے "حضرت صاحب کی قسم نبوت" پر فیصلہ کن مناظرہ کریں؟

— ۱۰ —

ہم نے بارہا اعلان کیا ہے۔ کہ اگرچہ ہمارے نزدیک زیر بحث مسئلہ صرف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونا چاہیئے۔ مگر اس لئے کہ غیر مبائعین یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ عدم تکفیر منکرین جو نبوت کے خلاف ایک دلیل ہے۔ اس کو پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ ہم نے بخوشی منظور کیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نبوت کی تردید میں اپنی اس مایہ ناز دلیل کو بھی پوری تفصیل سے پیش کر لیں۔ ان کی تمام باتوں کا جواب دیا جائیگا۔

"پیغام صلح" کے ایڈیٹر صاحب اس ضمنی بحث کے لئے رضامند نہیں۔ اور اسے بالکل ناجائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مندرجہ بالا دوسرے جواب سے ظاہر ہے۔ کہ ان کے امیر نے ۱۹۱۵ء میں "حضرت صاحب کی قسم نبوت پر مباحثہ" پر دعوت دی تھی۔ یعنی یہ ایسی نبوت ہے۔ کہ اس کا منکر کافر ہے۔ یا نہیں۔ گویا وہ موضوع بحث صرف نبوت مان چکے ہیں۔ اور تکفیر کو نتیجتاً یا ضمناً زیر بحث لانے کے لئے آمادہ تھے۔ پس اب اگر گریز کیا جا رہا ہے۔ تو ان کی طرف سے اور ان کے امیر کی طرف سے:-

پھر مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تازہ اور آخری "دعوت مباحثہ" میں لکھا ہے:-

"ساری **بحث نبوت تو دو جملوں** میں طے ہو جاتی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود نے دوسرے مسلمانوں کا جنازہ جائز قرار دیا ہے۔ تو آپ کے نزدیک وہ کافر نہیں۔ بلکہ مسلمان ہیں۔ اور اگر آپ کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں۔ تو یقیناً آپ کا دعوٰے نبوت کا نہیں .... مگر آپ کے ارشادات قابل تعمیل ہیں۔ تو **نبوت کا مسئلہ حل شدہ ہے۔**" (۱۹۔ نومبر ۱۹۳۶ء)

کیا اس عبارت کا واضح مطلب یہ نہیں۔ کہ موضوع بحث تو "نبوت کا مسئلہ" ہوگا۔ اور مولوی صاحب اس کو حل کرنے کے لئے جنازہ یا تکفیر کو پیش کریں گے۔ پس تکفیر کے متعلق تو ضمنی بحث کو مولوی محمد علی صاحب ۱۹۱۵ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک تسلیم کرتے رہے ہیں۔ اس لئے آج ان کا گریز۔ اور اپنے ہی تجویز کردہ طریق بحث سے فرار ان کی کھلی کھلی شکست ہے:-

— ۱۱ —

صرف مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا نبوت اور ضمناً تکفیر پر بحث کرنے کے لئے مولوی محمد علی صاحب ہرگز تیار نہیں۔ "پیغام" لکھتا ہے:-

(۱) "ادھوری بحث کی جو صرف مسئلہ نبوت پر ہو۔ اور کفر و اسلام زیر بحث نہ آئے۔ نہ ہم نے دعوت دی ہے اور نہ اس ادھوری قبولیت کی ہمارے نزدیک کوئی وقعت ہے"

(۲) "دونوں مسائل پر بحث کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کر دیں۔ تو شرائط طے ہو سکتی ہیں۔ ورنہ ادھوری بحث محض تضییع اوقات ہے"۔

لیکن بایں ہمہ جب ہم کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فیصلہ کن مناظرہ سے گریز کر گئے۔ تو مولوی صاحب سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ اور خطبہ جمعہ میں ہمیں گالیاں دینا شروع فرما دیتے ہیں۔

میں مولوی صاحب سے باادب درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ فرمائیں۔ کہ ہم ان کے اس عمل کو کس نام سے موسوم کریں۔ انہوں نے صرف نبوت حضرت مسیح موعود پر بحث کے لئے دعوت دی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے اسے منظور فرمایا۔ اب ستم ظریفی دیکھئے۔ کہ مولوی صاحب نہ بحث کرتے ہیں۔ نہ ہمیں اپنے گریز کا اعلان کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

پھر مولوی صاحب نے ضمناً کفر و اسلام کو پیش کرنا ضروری قرار دیا۔ (پیغام صلح ۱۹ر نومبر ۱۹۳۶ء) ہم نے اس کے لئے کھلی اجازت دے دی۔ مگر مولوی صاحب ہیں۔ کہ نہ اس کو منظور کر کے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اور نہ ہمیں اجازت دیتے ہیں۔ کہ ہم آپ کی شکست کا اعلان کر دیں۔ اس کے برعکس آپ نے ہم سے مطالبہ کیا۔ کہ کفر پر پہلے اور مستقل بحث ہو۔ ہم نے واضح دلائل سے بتایا کہ یہ طریق بحث سراسر غلط ہے۔ کفر کی بحث۔ اصل دعوے سے مقدم نہیں آپ کی تحریرات شاہد ہیں۔ آپ نہ ہمارا جواب دیتے ہیں۔ اور نہ ہمارے بیانات کی تغلیط کرتے ہیں۔ بلکہ ممبر پر چڑھ کر اعلان پر اعلان کر رہے ہیں۔ کہ قادیان والے مسئلہ تکفیر پر شکست فاش کھا گئے

اے میرے "غیر مبایعین" دیکھو یہ ہماری کامل فتح ہے۔ کہ قادیان والے مسئلہ تکفیر پر پہلے بحث نہیں کرتے ؏

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس فیصلہ کن مناظرہ کے متعلق لکھا تھا۔

"اصل بات یہی ہے کہ کفر مرتب ہے انکار نبوت پر۔ پس بحث کا اصل مدار نبوت پر ہونا چاہیئے۔ اس لئے ہم ناظرانہ حیثیت سے مولوی محمد علی صاحب کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور نبوت مرزا پر بحث کو ٹال نہ دیں"۔

(اہلحدیث ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

ہمیں توقع تھی۔ کہ شائد ان الفاظ کو پڑھنے کے بعد ہی مولوی محمد علی صاحب مناظرہ کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ مگر افسوس کہ ابھی تک ہماری یہ توقع پوری نہیں ہو رہی۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اپنی پوزیشن پر غور فرما کر نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فیصلہ کن مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ؟ پیغام صلح کی عبارات تو مایوس کر رہی ہیں مگر اہل پیغام کے ایک مبلغ کی دستخطی تحریر ہمارے پاس موجود ہے۔ جس میں اس نے اقرار کیا ہے۔ کہ آخر کار مولوی صاحب اس موضوع پر بحث کے لئے آمادہ ہو جائینگے اب واقعات بتائیں گے۔ کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

—— (۱۲) ——

ہم نے دلائل سے ثابت کیا تھا۔ کہ کفر تو نبوت کے انکار پر مرتب ہوتا ہے اس لئے نبوت کے فیصلہ سے کفر کا فیصلہ خود بخود ہو جاتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود نبی ہیں تو آپ کا منکر کافر ہے۔ اور اگر نبی نہیں تو آپ کا منکر کافر نہیں۔ اس پر ایڈیٹر صاحب جھنجلا کر فرماتے ہیں۔

"یہ کہنا یقیناً" دھوکہ ہے کہ جب مسئلہ نبوت کا فیصلہ ہو گیا تو مسئلہ تکفیر کا فیصلہ خود بخود ہو جائیگا

حالانکہ ہر عقلمند جانتا ہے۔ کہ جب کسی شخص کے نزدیک اپنے ذاتی فیصلہ سے یا بجوں کے کہنے سے مسئلہ نبوت کا تصفیہ ہو گیا۔ تو یقیناً اس کے نزدیک مسئلہ تکفیر کا خود بخود فیصلہ ہو جائے گا۔ کیونکہ تکفیر کی بنیاد ہی مسئلہ نبوت پر ہے اسے دھوکہ قرار دے کر ایڈیٹر پیغام نے درحقیقت مولوی محمد علی صاحب کو دھوکہ باز قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ تحریر فرما چکے ہیں۔

الف "اسی مسئلہ نبوت پر تکفیر اہل قبلہ کی بھی بنیاد ہے"۔

(النبوۃ فی الاسلام صلا دیباچہ)

ب۔ "اتنی بات (حضرت مسیح موعود کی قسم نبوت) کو اگر سمجھ لو۔ تو مسئلہ کفر و اسلام خود حل ہو جاتا ہے"

(ٹریکٹ ۳ر فروری ۱۹۱۵ء)

پھر ایڈیٹر صاحب پیغام نے اسے دھوکہ کہکر مولوی عمر الدین صاحب شملوی کو "دھوکہ باز" قرار دیا ہے جنہوں نے پیغام صلح میں ابھی ابھی شائع کرایا ہے۔ کہ

"قادیانی بزرگوں نے مجھ سے دوران گفتگو میں یہ کہا۔ کہ خود مولوی محمد علی صاحب لکھ چکے ہیں۔ کہ تمام مسائل اختلافی کی جڑ مسئلہ نبوت ہے۔ اس پر سب سے پہلے بحث ہونی چاہیئے۔ لیکن اب مولوی صاحب اس مسئلہ پر بحث کی بجائے تکفیر اہل اسلام پر بحث کرنے کے لئے اڑ گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ بھی سچ ہے۔ کہ مسئلہ کفر و اسلام منکرین مسیح موعود کا حل حضرت مسیح موعود کے منصب کے حل ہو جانے سے بھی ہو جاتا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو کہ حضرت مسیح موعود اس قسم کے نبی ہیں جن کے انکار سے "ھم الکافرون حقا" کا فتوے سرزد ہوتا ہے۔ تو پھر کفر و اسلام پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں"۔ (۱۲ فروری ۱۹۳۷ء)

عجب چیستان ہے۔ کہ جس بات کو ایڈیٹر پیغام "دھوکہ" قرار دیتا ہے۔ اسی بات کو مولوی عمر الدین صاحب "سچ" بتاتے ہیں۔ جناب ایڈیٹر صاحب نے دراصل ہمیں دھوکہ دینے والے نہیں کہا۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب اور مولوی عمر الدین صاحب کو دھوکہ دہندہ قرار دیا ہے۔ میں ایڈیٹر صاحب سے انصاف کے واسطہ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس رنگ میں اپنے بزرگوں کو برا کہنے سے آئندہ اجتناب کریں۔ بہر حال یہ امر طے شدہ ہے کہ مسئلہ نبوت کے حل ہو جانے سے مسئلہ تکفیر خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ بلکہ مسئلہ نبوت کے حل ہو جانے اور اس بات کے پایۂ ثبوت تک پہونچ جانے سے کہ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قسم کے نبی ہیں جن کے انکار سے "ھم الکافرون حقا" کا فتوے سرزد ہوتا ہے۔ بقول مولوی عمر الدین صاحب مبلغ غیر مبایعین "پھر کفر و اسلام پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں"۔ یہ ایک نہایت واضح فیصلہ ہے۔ پس آؤ ہم دونوں فریق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصل منصب اور حضور کی نبوت کے بارہ میں کامل تحقیق سے فیصلہ کن مناظرہ کر لیں۔ اور اس کے بعد جب یہ طے ہو جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نفس نبوت کے لحاظ سے ویسے ہی نبی تھے۔ جیسے حضرت موسےٰؑ حضرت عیسےٰؑ۔ حضرت نوح اور حضرت شعیب وغیرہم انبیاء علیہم السلام تھے۔ تو پھر تمہارے اپنے قول کے مطابق "کفر و اسلام پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں"۔

—— (۱۳) ——

ہم نے آج تک پیغام صلح کی ہر بات کا جواب دے کر غیر مبایعین اور ان کے امیر پر اتمام حجت کر دیا ہے۔ خدا اس کے فرشتے اور ہمارے مضامین کو پڑھنے والے سب عقلمند اس بات پر گواہ ہیں۔ کہ ہم نے ہر رنگ میں فیصلہ کن مباحثہ کے لئے قدم آگے بڑھایا۔ مگر فریق ثانی حیلہ سازی اور مغالطہ دہی کو چھوڑ کر راستبازی اور دیانتداری سے فیصلہ کن مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہوا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے باوجود ناواجب الاطاعت امیر ہونے کے مطالبہ کیا۔ کہ میں صرف جماعت احمدیہ کے امام سے ہی جو لاکھوں انسانوں کے واجب الاطاعت امام ہیں۔ مباحثہ کروں گا۔ ہمارے مقدس امام نے ان کے اس مطالبہ کو منظور فرمایا اور لکھا:

"میں مسئلہ نبوت میں مولوی محمد علی صاحب سے خود مباحثہ کرنے کو تیار ہوں"

(الفضل ۲۰ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

مضمون کا تصفیہ ہو چکا تھا۔ مولوی صاحب کی اپنی تحریر موجود تھی۔ کہ صرف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر بحث ہوگی۔ مگر اب آپ نے کفر و اسلام کو بھی درمیان میں لانے پر اصرار کیا۔ حالانکہ ان کا اس مسئلہ سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں۔ مگر ہم نے مسئلۂ نبوت کے ضمن میں اس پر بھی بحث منظور کی۔

مولوی صاحب نے ثالثوں کی ناروا شرط کو واپس لینے کے بعد آڑ بنانا چاہا۔ مگر الحمدللہ کہ ہمارے معقول جوابات کے بعد اس پر سکوت اختیار کر لیا گیا۔ صرف ایک نامعقول بات ہے۔ جو ہم نے تسلیم نہیں کی یعنی یہ کہ مسئلۂ تکفیر پر مستقل طور پر مسئلۂ نبوت سے پہلے بحث ہو۔ افسوس کہ یہ نامعقول مطالبہ ہے۔ جو کسی صورت میں پورا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور نہ ہم اور نہ کوئی اور عقلمند مذہبی جماعت اس نامعقول مطالبہ کو ماننے کے لئے تیار ہے۔ باقی رہا کہ مناظرہ تحریری ہو یا تقریری۔ ہمیں دونوں طرح منظور ہے۔ مقام مناظرہ اور تاریخ مناظرہ کے تصفیہ کے لئے مولوی محمد علی صاحب اپنا کوئی نمائندہ تجویز نہیں کرتے۔

ان حالات پر ایک چھچلتی ہوئی نظر اس بات کے باور کرانے کے لئے کافی ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پر فیصلہ کن مناظرہ کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ وہ محض غلط بیانی کرتے ہیں۔ جب کہتے ہیں۔ کہ میں تو دونوں مسائل پر بحث کے لئے تیار ہوں۔ اگر آپ سچ مچ دونوں پر بحث کے لئے تیار ہوتے تو ان حالات میں نبوت مسیح موعود علیہ السلام پر مباحثہ کیوں نہ کرتے۔ یہ "دونوں مسائل پر تیاری" کا لفظ محض دکھانے کے دانت ہیں۔ اگر مخالف فریق آپ کے نامعقول مطالبہ کے باعث دوسرے مسئلہ پر بقول آپ کے بحث کے لئے تیار نہیں تو آپ پہلے مسئلہ پر ہی بحث کر لیں۔ مگر نہیں اصل بات یہی ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب میں اس مقابلہ کی قطعاً جرأت نہیں۔ غیر مبایعین ان کو ہزار جرأت دلائیں۔ وہ اس فیصلہ کن مباحثہ کے لئے آمادہ ہوتے نظر نہیں آتے۔ بالآخر میں پھر ایک مرتبہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے جملہ ساتھیوں سے دردمند دل کے ساتھ درخواست کرتا ہوں۔ کہ خدارا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بارہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے فیصلہ کن مباحثہ کر لیں۔ یہ ہماری تحریریں آئندہ نسلیں پڑھیں گی۔ اور اگر آج آپ لوگ نہ بھی اقرار کریں۔ تو آپ کی اولادیں اقرار کریں گی۔ کہ اس موقعہ پر مولوی محمد علی صاحب نے نہایت کمزوری کا اظہار کیا۔ اور بہت بری طرح میدان مناظرہ سے پسپا ہوئے۔

یاد رکھو منہ کی بڑیں کچھ وقعت نہیں رکھتیں اور محض الفاظ کی کچھ قیمت نہیں جب تک حقیقت ان کے پیچھے نہ ہو۔ تم میں سے بعض مولوی صاحب کو شیر لکھا کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب خود بھی بعض بلند بانگ دعاوی کے عادی ہیں۔ مگر دیکھ لو آج آپ کس طرح دبک کر کونے میں بیٹھے ہیں۔

پس خدارا اٹھو! اور مولوی صاحب کو وفود کے ذریعہ اس بات پر آمادہ کرو۔ کہ وہ اس فیصلہ کن مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع نہ فرمائیں۔ اگر مولوی صاحب یا ایڈیٹر پیغام بے جا باتیں نہ کریں۔ اور دیانتداری سے مباحثہ پر آمادہ ہو جائیں۔ تو بخدا آدھ گھنٹہ میں شرائط کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔ نہ ان مضامین کی اشاعت ہوگی۔ نہ اخبارات میں اس سلسلہ کو لمبا کرنے کی ضرورت ہوگی

وما علینا الا البلاغ المبین

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری

واقعات عالم پر نظر

۱۔ یونینسٹ پارٹی کی حکومت ۲۔ محبت اور ہفتم و ہشتم ۳۔ ہسپانیہ میں عبرتناک خونریزی

۱۔ پنجاب کو خدا تعالیٰ نے جو شرف بخشا ہے۔ وہ احمدی نقطہ نگاہ سے اس وقت ارض مقدس حجاز کے بعد صرف اسی خطۂ زمین کو حاصل ہے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ایران کی روشنی ہندوستان کی دانائی۔ کنعان کی نبوت و محبت۔ چین کی رواداری۔ اور سرورِ کونین رحمۃ للعٰلمین کی جامع تعلیم کا حامل۔ موعودِ کل ادیان ہمارے زمانہ میں پیدا ہو۔ اور ایک مرکز سے دنیا کو پیغام امن دے۔ تو اُس نے قدیم بابل کی روایت کے مطابق قادیان سے ایک قادیانی پنجابی کو منتخب فرمایا۔

Akkadium

انسائیکلو پیڈیا ببلیکا جلد سوم لفظ

Meniuh اور مہایانہ بدھ

اعتقاد کے مطابق برکت کی پاکیزہ زمین سے تمام جانداروں کی نجات کے لئے محبت و قربانی کا سبق سکھا کر سیدنا حضرت مسیح موعود احمد

ahmad

کو برپا کیا۔

گویا پنجاب میں اس وقت کل روحانی دنیا کا راہنما ہے۔ اور اگر مذہبی نقطۂ نگاہ کو چھوڑ بھی دیا جائے تو سیاسی آنکھ بھی مشاہدہ کر سکتی۔ اور ذمہ دار حکمران دیکھ سکتا ہے۔ کہ قادیانی پنجابی مشنری اس وقت ٹیمز (لنڈن) ٹائبر (روم) ڈینوب (بوڈاپسٹ اور بلگریڈ) کے کناروں پر اور سواحل بحرہ روم۔ بحر ظلمات و بحر الکاہل اور نئی پرانی دنیا کے قریباً تمام اہم بلاد میں موجود ہیں۔ باقاعدہ احمدیہ مشن مغربی و مشرقی افریقہ شمالی و جنوبی امریکہ جاپان و چین جاوا سماٹرا اور دیگر برطانوی و غیر برطانوی مقبوضات میں موجود ہیں۔

ہم قادیان والوں کا مذہب ہے۔ کہ حکومت سے دار الحرب یا دار السلام کے سیاسی جھگڑوں میں پڑنے کے بغیر صرف یہ دیکھ کر کہ انسانی ضمیر کی آزادی محفوظ ہے۔ تعاون کریں۔ ہم نے اس پر یہاں عمل کیا اور دنیا بھر میں عمل کرتے ہیں۔

پس اس وفادارانہ تعلیم کا ہم سر سکندر حیات کی جماعت کے لئے بھی اعلان کرتے ہیں۔ مگر واضح رہے۔ کہ ہمارا یہی اعتقاد ایک طرف مسلمانوں کے غلط کار طبقہ کی نظر میں قابل اعتراض ہے۔ اور دوسری طرف گزشتہ ۳ سال میں غلط فہمیوں میں مبتلا حکومت نے اس کے امتحان کرنے میں ہم کو سخت تکلیف سے دوچار کیا ہے۔

پس نئی دستوری حکومت جسے ملک کی کثرت رائے $\frac{99}{175}$ طاقت سپرد کرتی ہے اور بقیہ فہیم امن پرست رائے بھی حکومت کا تعاون کرے گی۔ نوٹ کرلے کہ اس کے سامنے مفصلہ ذیل اہم سوال ہیں جن کا حل ضروری ہے۔

۱۔ جس طرح سکھوں۔ ہندوؤں عیسائیوں مسلمانوں کے متبرک مقامات کی عزت اور پیشواؤں کا احترام ہونا چاہیئے۔ اور ہوتا ہے اسی طرح قادیان اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق گزشتہ غلطیوں کا ازالہ کر کے احمدیوں کو مطمئن کیا جائے

۲۔ مذہبی مباحثات میں عیب شماری استہزاء کی بجائے محض اپنے اپنے مذہب کی خوبی بیان کرنے اور علمی رنگ میں اختلافات کے فیصلہ کا طریق قانوناً رائج کیا جائے۔

۳۔ جہاں جہاں اذان یا کسی اور مذہبی عبادت میں رکاوٹ یا عورتوں اور بچوں کو بہکانے کے اڈے ہیں۔ انکا انسداد ہو۔

(۴) وہ تمام جماعتیں گاندھی جی کے اصول عدم تعاون سے متاثر ہو کر "اشرار" یا "ببر" بن کر ملک کا امن برباد کرتی ہیں ان کو غیر قانونی قرار دے کر اے۔ بی سی کلاس سے متمتع کئے جانے کی رسم مہمان نوازی سے محروم کیا جائے۔

(۵) ملک کا یہ زبان زمیندار طبقہ سودخوار بنئے کے بڑھنے والے قرضہ سے رہا سہا بھی آزاد ہو جائے۔ پنجاب میں ایسی فلاح آئے کہ نام کے نہیں بلکہ کام کے دوسرے مصری فلاحین بنا جائیں۔

ہمیں امید ہے کہ نئی وزارت اپنے پروگرام میں ان امور کو مدنظر رکھیگی اور مسلمان جیف منسٹر سر فضل حسین کی طرح انصاف کرتے وقت متعصب کہلانے کے اعتراض سے ڈر کر انصاف کا خون نہیں کریں گے۔ اور ہندو وزراء دلیری سے کام کرنے کی تنگی سے متعصب نہیں بنیں گے۔ بلکہ چودھری چھوٹو رام کی طرح تولادیترا ان پر اثر نہ کرے گا۔

(۲)

مسیحیت نے مغرب کے ہاتھوں جو رنگ اختیار کیا ہے۔ وہ ایسا ہے۔ کہ اگر آج حضرت مسیح بھی آجائیں تو نئی دنیا میں تو ان کا داخلہ ہی محال ہوگا۔ اور پرانی دنیا میں پوپ اور آرچ بشپ اوف کنٹربری، مسولینی اور بالڈون و ہٹلر کی مدد سے مسیحیت کے تاج کو اتار دینے کی دھمکی دینگے مگر حضرت ابن مریم اگر آئیں تو جناب پولوس و پطرس بھی ساتھ ہونگے ممکن ہے وہ بحث کریں کہ ان کو علم ہے کہ مقدس گھر میں ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اس لئے کثرت ازدواج کا حرج نہیں۔ اور یہودی شریعت نے طلاق جائز رکھی تھی۔ اس لئے مطلقہ سے شادی حرام نہیں۔ لیکن شنوائی تو اس وقت ہی ہوگی۔ جب کوئی ہنری ہشتم آنکھیں دکھائے۔ زور جتائے روما و کنٹربری سے آزاد ہو جائے بشپ کو ان کی جگہ پر ٹھہرنے کا حکم دے۔ اور کیتھیرین کو طلاق دے۔ مریم سے نکاح کرے۔ پھر طلاق لے پھر نکاح کرے۔ اور پھر کرے جو چاہے کرے گرجے کی برکتوں سے اور تاج و تخت سے مستفید ہو اگر ہنری کی جگہ صلح کن نیک طبیعت ایڈورڈ ہو۔ تو پھر خواہ برنارڈ شا بشپ و بشپ کے مذہب کی مذمت کریں۔ خواہ ایچ جی ویلز مسز سمپسن شاہ ایڈورڈ ہشتم کو حق بجانب قرار دیں۔ مگر ان کو تخت سے دست برداری پر مجبور کیا جائے گا۔ یہ ذہنیت مسیحیت کے علم برداروں کی انگلستان کے تمام بہی خواہوں کی نظر میں قابل اعتراض اور سلطنت کے سب سے بڑے مذہب اور سب سے کثیر التعداد رعایا کی توہین ہے۔ اگر انگلستان جمہوریت کا علمبردار ہونے اور آئندہ اقوام عالم اور اپنی رعایا میں محبوب رہنا چاہتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ مسیحی مذہب کی اس تعلیم سے جو ایک ہر دلعزیز بادشاہ کو تاج و تخت سے محروم کرتی ہے۔ کنارہ کشی اختیار کرے یا تو بکنگھم کے قصر شاہی کو مذہبی قیود سے آزاد کر دے یا پھر رعایا کے کثیر حصہ کا مذہب اختیار کرے یعنی شاہ ایڈورڈ کی تخت سے دست برداری اگر ان کو خلافیہ اسلام قبول کر کے ؛ ماطاب لکما کے ماتحت اپنی مرضی کی بیوی سے شادی کر لینے کے نمونہ کو دکھانے پر آمادہ کرے۔ تو ہنری ہشتم کے بعد ایڈورڈ ہشتم کا یہ ایک ایسا کارنامہ ہوگا۔ جو آئندہ کے لئے انگلستان کو اس راستہ پر چلا دے گا۔ جس پر چل کر اس سلطنت کا موجودہ احترام قائم رہے گا۔ اور آئندہ عظمت بڑھے گی۔

(۳)

جب فرڈنیڈ اور اسابلا۔ بطریق روم سے بڑے کے نام پر بھیڑئے اور خونخوار بھیڑئے کا کام کرتے ہوئے مسلمانوں کے خون ناحق سے ہاتھ رنگ رہے تھے۔ جب پادری مسیحیت کے نام پر مسلمانوں کے علمی خزانے تباہ کرنا اور اسلام و اسلامیوں کے خون کو بہتا دیکھ کر خوش ہوتا تھا اور اسے کیا معلوم تھا۔ کہ یہ خون ایک دن رنگ لائے گا تاریخ اس ڈرامہ کا اور رنگ میں اعادہ کرے گی۔ سپین کی عورتیں ان کے ہم وطنوں کے ہاتھ سے نہ صرف بیوہ ہونگی۔ بلکہ ذبح بھی کی جائے گی۔ سپین کے شیرخوار بچے آسمان سے بمب کی آتش اور زمین پر موسم کی سختی سے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں فرشتہ اجل کی نذر ہونگے۔ مسیحی گرجا کو اس کے ماننے والے خود گرجا پر مجبور اور گرانے کا اقدام کریں گے مسلمانوں کے خون سے بڑھ کر ہسپانیہ کا خون بہے گا۔ بربادی ہوگی اور جو مسیحی ممالک ظالموں کو حق بجانب سمجھتے تھے۔ ان کے اپنے فرزند اس ملک میں آکر فسطائیے داشتراکیت کے نام پر مسیحیت کے قتیلان ظلم ہونگے۔ سپین کا منظر دیکھو اب دیکھ رہا ہے۔ اس کا وطن کس طرح غیر ملکی رقابت کی آماجگاہ بن رہا اور خون کی ندیوں کا سنگم قرار پا رہا ہے۔ اور اس سپین سے جس نے ایک دن مسلمانوں کا خون لیا تھا۔ آج امریکہ کے خون سے طبی کام لینے والے ماریاں بھر کر خون انسانی لے جا رہے ہیں۔ ہم سب کے لئے اس میں سبق ہے۔ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

تمام جماعتیں آگاہ رہیں
حکیم فضل الٰہی کا جماعت سے اخراج

الفضل کے گزشتہ دو پرچوں میں نظارت امور عامہ نے بوضاحت اعلان کیا تھا۔ کہ ایک شخص حکیم فضل الٰہی احمدی بنا ہوا ہے۔ اور احمدیت کی آڑ میں لوگوں کو دھوکہ دے کر ہزاروں روپیہ جماعت امرتسر کا کھا گیا ہے۔ اور پھر سرینگر فرار ہو گیا ہے سرینگر کے مبلغ اور سکرٹری تبلیغ خواجہ صدر الدین صاحب کو بھی اس امر کی اطلاع دی گئی تھی مگر باوجود اس اطلاع کے سرینگر کی جماعت نے پرواہ نہ کی اور ڈیڑھ سو روپیہ کا نقصان اسکے ہاتھوں اٹھایا اسلئے اب ...

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے مجرب نسخہ جات آپ کے شاگرد کی دکان سے

نعمت الٰہی۔ لڑکے پیدا ہونکی دوائی

یہ دوائی مرد کو کھلائی جاتی ہے۔ ایسا کون ہے جسکو نرینہ اولاد کی خواہش نہ ہو۔ اس بہترین ثمر کا ہر ایک انسان خواہشمند ہے جس گھر میں نرینہ اولاد نہ ہو۔ کیا امیر کیا غریب ہر وقت اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے اداس غمگین وغیرہ مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور جن کو مولا کریم نے نرینہ اولاد دی ہو۔ وہ بھی اور کی خواہش رکھتے ہیں۔ لہٰذا جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی ضرورت ہو۔ وہ ارسطوئے زمان استاذی المکرم حضرت مولانا شاہی طبیب حکیم نور الدینؓ کی مجرب لڑکے پیدا ہونکی دوائی استعمال کر کے بشری کا داغ دور کریں۔ مکمل خوراک چھ روپے علاوہ محصولڈاک دواخانہ معین الصحت سے ملتی ہے۔

قبض کشا گولیاں

قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالےٰ محفوظ و امن میں رکھے آمین دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور نسیان غالب ضعف بصر دھند۔ گرے اشوب چشم ہو تاہی دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں۔ کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ معدہ جگر تلی کمزور ہوتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھکر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کے استعمال سے متلی یا گھبراہٹ وغیرہ نہیں ہوتی رات کو کھا کر سو جائیں۔ صبح کو ایک اجابت کھل کر آتی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت یکصد گولی ایک روپیہ چار آنہ۔

مقوی دانت منجن

اگر آپ کے دانت کمزور ہیں مسوڑوں سے خون یا پیپ آتی ہے۔ منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت ہلتے ہیں۔ گوشت خورہ یا پایوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں۔ ان کی وجہ سے معدہ خراب ہے ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ تو ان امراض کیلئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنیسے بفضل خدا تمام شکایت دور ہو جاتی ہے۔ اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ قیمت دو اونس شیشی ۱۲

تریاق گردہ

درد گردہ ایسی موذی بلا ہے۔ کہ الاماں جس کو ہوتا ہے۔ وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے اس وقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ اس کیلئے ہمارا تیار کردہ۔ تریاق گردہ و مثانہ بیحد اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو۔ خواہ مثانہ میں خواہ جگر میں ہو۔ سب کو باریک پیس کر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہے۔ جب وہ کنکر گھر کر باریک ہو جاتا ہے۔ اور اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ تو بذریعہ پیشاب خارج ہوتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے۔ اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی قیمت ایک اونس عہ

حب نظامی رجسٹرڈ

یہ گولیاں موتی مشک زعفران کشتہ یشب عتیق مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں۔ پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت غریزی کو بڑھانے میں بیحد اکسیر ہیں۔ جن پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ طاقت مردمی کے بڑھانے میں لاجواب ہیں۔ کمزوری کی دشمن ہیں طاقت و توانائی کی دوست ہیں۔ دل و دماغ جگر سینہ گردہ مثانہ کو طاقت دیتی اور امساک پیدا کرتی ہیں قوت باہ کے مایوسوں کے لئے تحفہ خاص ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی۔ چھ روپے۔

المشتہر خاکسار حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظم

دواخانہ معین الصحت قادیان

گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری شدہ

اردو شارٹ ہینڈ

صرف دس آسان سبق پریکٹس۔ نمونہ سبق مفت

اردو شارٹ ہینڈ ٹریننگ کالج بٹالہ پنجاب

مستورات

کے بعض پوشیدہ امراض کو ایک قابل اور پرانا تجربہ رکھنے والی عورت بخوبی سمجھ سکتی ہے۔ اور کامیاب علاج کر سکتی ہے۔ شفاخانہ رفاہ نسوان کی مالکہ والدہ صاحبہ سید خواجہ علی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ ہیں۔ بے اولاد عورتوں کے علاج میں بہت پرانا تجربہ رکھتی ہیں۔ اُن کی ادویہ کے استعمال سے مایوس عورتیں بھی اولاد حاصل کر چکی ہیں۔ لہٰذا وہ بہنیں جو کہ کئی ایک علاج کرانے کے باوجود ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ فوراً مفصل حالات مرض تحریر کر کے مکمل دوا طلب فرمائیں۔ انشاء اللہ ضرور ان کی گود ہری ہوگی مکمل دوا کی قیمت ہر حال میں چار روپیہ سے زائد نہیں ہوگی۔ محصولڈاک علاوہ سیلان الرحم یعنی سفید پانی کا خارج ہونا۔ اس دوا کی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے پتہ شفاخانہ رفاہ نسوان قریب مکان مفتی محمد صادق صاحب قادیان پنجاب

یورپ | امریکہ | افریقہ | آسٹریلیا

ناکام

مگر ہندوستان کامیاب

دمہ کا صرف ایک ہی علاج ہے!

اور وہ اتنا کامیاب ہے کہ آج تک اس کی شکایت سننے میں نہیں آئی۔ یہ ضرور ہے کہ دمہ کا مرض بہت مشکل سے جاتا ہے۔ لیکن اس مرض کو لاعلاج قرار دینے میں بعض اطباء کے غیر ذمہ داری سے کام لیا ہے۔ ہندوستان میں جو لوگ دمہ کے مریض ہیں وہ صرف ایک شیشی دوا

"دمین"

استعمال کر کے دیکھ لیں۔ انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ دوا دمہ کے مرض کو کیسی آسانی کیساتھ دور کر دیتی ہے۔ اس دوا سے بڑے بڑے پرانے مریضوں کو صحت ہو گئی۔ اور جو لوگ دمہ سے عاجز آ گئے تھے۔ اور جو دمہ کے دوروں پر مر جانا بہتر سمجھتے تھے ان کو اس معمولی سی دوا سے ایسا آرام ہوا کہ آج وہ سینکڑوں کی تعداد میں تمام ہندوستان میں اس دوا کے مجسم اشتہار بن گئے اور جہاں بیٹھتے ہیں دوا "دمین" کی تعریف کرتے ہیں۔ جس مریض کو دمہ کی تکلیف ہو اسے فوراً دوا "دمین" استعمال کر لینی چاہیئے۔ دمہ کا مرض بالکل جاتا رہے گا۔ اور پھر کبھی سانس کا دورہ نہ پڑیگا منیجر یونائیٹڈ میڈیکل سٹورس نمبر ۲ دریا گنج۔ دہلی کو خط لکھ کر "دمین" کی ایک شیشی جو دو روپے بارہ آنے (۲/۱۲) میں منگائی جا سکتی ہے۔

ایک شیشی پر پانچ آنے اور دو تین شیشیوں پر بھی پانچ آنے ہی محصولڈاک خرچ ہوگا۔

الفضل کی اشاعت کسطرح بڑھائی جاسکتی ہے

نومبر ۱۹۳۶ء کے الفضل میں مَیں نے الفضل کی خدمات سے متاثر ہوکر احباب جماعت کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی۔ کہ جماعت کے اندر پوری بیداری پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ الفضل کی اشاعت کو بڑھایا جائے۔ تاکہ جماعت کا کوئی فرد حضور کے خطبات اور دوسری تحریکات سے بے خبر نہ رہے۔

اب اس بارے میں بعض دوستوں نے کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ ان میں سے بعض تو صرف الفضل کو دلچسپ بنانے کے متعلق ہیں۔ اور بعض نے ترقی اشاعت کی تجاویز بھی پیش کی ہیں۔ ایک صاحب نے الفضل کو پبلک لائبریریوں میں جاری کرنے پر زور دیا ہے۔ جہانتک لائبریریوں کا سوال ہے میں اپنے ذاتی تجربہ کے بنا پر کہہ سکتا ہوں یہ مفید نہیں۔ الفضل جیسا اخبار جس کی اشاعت پہلے ہی قلیل ہو۔ لائبریریوں میں جانے سے اسکی اشاعت کو یقیناً نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ جس کو صرف چند منٹ خرچ کرنے پر مفت اخبار پڑھنے کو مل جائیگا۔ اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ قیمت خرچ کرے پس میرے خیال میں الفضل پبلک لائبریریوں کو قطعاً نہ دیا جائے۔ الفضل کی ترقی اشاعت اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ نا قدردانوں کو جنبش میں لایا جائے۔ الفضل نے جو قابل قدر ترقی کی ہے۔ مثلاً الفضل کا ہفتہ وار سے دوبارہ پھر سہ بارہ اب روزانہ ہونا پھر اس کے مضامین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات۔ دیگر بزرگان سلسلہ کے علمی مضامین۔ مخالفین کے اعتراضات کا ترکی بترکی جواب مرکز کے حالات جن کے انتظار میں ہم ہفتے کا ایک ایک دن گن گن کر گزارتے تھے۔ وہ اب ہم کو روزانہ تازہ بتازہ پہنچتے ہیں۔ مگر ان باتوں نے الفضل کی اشاعت میں کونسی ترقی کی۔ وہی پونے دو ہزار اشاعت جو ہم پہلے سنتے تھے۔ اب سن رہے ہیں۔

الفضل کی قلت اشاعت کی بہت بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کا ایک کثیر حصہ ایسا ہے جو سلسلہ کے اخبارات نہیں پڑھتا۔ اور پڑھنے والوں میں سے بھی ایک حصہ ایسا ہے جو ادھر اُدھر سے مفت اخبار لیکر پڑھ لیتا ہے۔ خود نہیں خریدتا۔ میرے خیال میں ایسے لوگوں کو جو خود اخبار خریدنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ مفت اخبار پڑھنے کیلئے نہ دیا جائے اگر سلسلہ کے ساتھ محبت ہوگی۔ تو اس کی چند ہفتے اطلاع نہ ملنے پر وہ خود اس کے خریدنے پر مجبور ہوں گے۔ جو لوگ خود تو ادھر ادھر

نصف قیمت

"امرت دھارا" اوشدھالیہ کی کچھ ادویات متعلقہ امراض مخصوصہ مردمان

"امرت دھارا" کے چھتیسویں ۳۶ سالانہ جلسہ کی خوشی میں

۳۱ مارچ کے اندر اندر خط ڈال کر مندرجہ قیمتوں سے نصف قیمت پر حاصل کی جاسکتی ہیں!

جو صاحب اب کوئی دوائی نہ منگوانا چاہیں وہ روپیہ جمع کرادیں۔ پھر جب تک اُن کا وہ روپیہ ختم نہ ہوگا۔ اُن کو یہی رعایت ملتی رہے گی

نصف قیمت

اکسیر ۱ مہت باجی کرن اوشدھ { بہت سی مقوی وباہی ادویات کا مجموعہ ہے۔ نامردی کی تقریباً تمام حالتوں کو مفید ہے۔ یہ امراض مخصوصہ مردمان کیواسطے جنرل دوائی ہے ضعف باہ کے علاوہ امراض بادی وبلغمی، کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ دردکمر۔ درد جوڑ کو مفید ہے۔ سرعت احتلام کو نیز نافع ہے۔ تاثیر معتدل بمائل گرمی ہے قیمت ۴۸ گولی چار روپے۔ ۳۲ گولی دو روپے۔ نمونہ ۸ گولی ۸ر

اکسیر ۲ لکھشمی ولاس رس { لکھا ہے کہ ناروجی نے یہ رس سری کرشن مہاراج کو بتایا تھا۔ دودھ کیساتھ ہمیشہ کھاوے تو بوڑھا بھی موافق جوان ہوجاوے سنپات۔ ذیابیطس کھانسی زکام۔ بواسیر۔ درد جوڑ۔ دردکمر۔ کثرت طمث وغیرہ کو مفید ہے۔ بخار یا اور امراض کے بعد جو کمزوری۔ کمی باہ۔ جریان وغیرہ ہوتی ہے۔ اس کو خاص طور پر مفید ہے۔ جریان۔ سرعت۔ احتلام کو نافع ہے۔ قیمت ۴۸ گولی چار روپے ۳۲ گولی دو روپے۔ نمونہ ۸ گولی ۸ر

اکسیر ۱۱ { مقوی دل ودماغ۔ جگر معدہ ومثانہ ہے۔ مفرح قلب ہے۔ سرعت۔ جریان۔ احتلام کو نافع ہے۔ باقوتی کا کام بھی دیتی ہے طاعون کے دنوں میں کھانے سے دلی طاقت رہتی ہے۔ اور بڑا فائدہ کرتی ہے۔ امیروں کے کھانے کے لائق۔ ہر مزاج کے موافق دوائی ہے۔ اس کا جزو اعظم سونا ہے۔ قیمت ۴۸ گولی دس روپے۔ ۱۰ گولی دو روپے آٹھ آنہ۔ نمونہ چار گولی دس آنے

اکسیر ۱۲ { خاص طور پر مریضان سرعت کیواسطے ہے۔ سہ پہر کو ایک گولی دودھ کیساتھ کھانے سے امساک ہوتا ہے۔ ہر روز صبح وشام ایک گولی کھانے سے سرعت کی بیماری دور ہوتی ہے۔ اس کے کھانے والے کو کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ دردکمر وغیرہ بادی وبلغمی امراض نہیں ستاتی ہیں۔ قیمت ۶۰ گولی تین روپے۔ ۲۰ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۵ گولی چار آنے

اکسیر ۱۴ { جب سرعت کی وجہ سے بند کشادہ ہو۔ اس دوائی کو دینا چاہیئے۔ اس سے جریان منی ومذی ودی دور ہوتے ہیں۔ لیس کا جانا موقوف ہوتا ہے۔ قیمت ۳۰ تولہ تین روپے۔ نمونہ ۱۵ تولہ ایک روپیہ آٹھ آنہ

وٹ مکر دھوج بٹی ۳ { ان گولیوں کو زیادہ تر دافع سرعت بنایا گیا ہے۔ دن بدن سرعت دور ہوکر قوت امساک بڑھتی چلی جاتی ہے ویرج خشک نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھتا ہے۔ بے نظیر ممسک ہے۔ اور یہ گولیاں بے حد ممسک ہونے کے علاوہ مقوی باہ بھی ہیں۔ دوسری گولیوں کی طرح سستی پیدا نہیں کرتی ہیں۔ کوئی نشی ومخدر چیز افیون وغیرہ اس میں نہیں۔ ایک خوراک یقین دلوانے کو کافی ہے۔ قیمت ۸۰ گولی چار روپے ۱۶ گولی آٹھ روپے۔ ۲۰ گولی ایک روپیہ۔

وٹ معجون رسائن { جسم کو امراض سے پاک کرکے بڑھاپے کی جھریاں دور کرتی اور بال سیاہ کرتی جاتی ہے جوانی میں کھائیں تو بال مدت تک سیاہ رہیں گے۔ امراض بات جیسے گنٹھیا جکڑاؤ۔ کبڑاپن اور امراض بلغم جیسے کھانسی پرانی۔ دمہ وغیرہ دور ہوجاتی ہیں۔ تیسرے ماہ تک قوت باہ خوب بڑھ جاتی ہے۔ قدرتی امساک وغیرہ ہوتا ہے۔ کسی بھی مقوی اعضائے رئیسہ گولی کے ساتھ کھایا جاسکتا ہے۔ یا ویسے بھی اس کو کھاسکتے ہیں۔ خوراک ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک ہر روز۔ قیمت ۱۰ تولے صرف دو روپے

اکسیر ۲۰ من متھ رس { بوڑھوں کو جوان اور جوان کو پہلوان بنانے کے واسطے یہ نسخہ شوجی مہاراج کا تجویز کردہ ہے خوبی یہ ہے کہ تیز نہیں ہے۔ فائدہ دیرپا آہستہ آہستہ کرتا ہے۔ ہمیشہ کھانے کی کوئی نقصان نہیں ہے۔ سرعت۔ احتلام۔ جریان کو دور کرتا ہے اور مقوی باہ ہے۔ بمبئی کے ایک ستر سالہ بڈھے ۲۲ بچوں کے باپ نے مجھے لکھا تھا کہ ایام جوانی سے ہر جاڑے میں اس کو کھانے کا عادی ہے۔ اور وہ ابتک بھی پوری قوت رکھتا ہے۔ اور اولاد پیدا کرنے کے قابل ہے۔ کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ دمہ بھس۔ یرقان اور بدہضمی کو نافع ہے۔ خون پیدا کرتا ہے۔ مقوی باہی اور ممسک ہے۔ قیمت ۴۸ گولی چار روپے۔ نمونہ ۸ گولی ۸ر درجہ اول ۳۲ گولی چھ روپے۔ نمونہ ۸ گولی ڈیڑھ روپیہ

اکسیر ۲۷ الف المعروف بہ اب کمزور نہ ہوگے { بعد فراغت ایک دو گولیاں کھالیجئے۔ اُداسی دور۔ سستی چکنا چور۔ طاقت بحال سہ پہر کو کھاویں۔ امساک کرے روزانہ دودھ کیساتھ صبح وشام کو کھاویں۔ جریان۔ سرعت کو نافع ہے قیمت ۴۸ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۱۶ گولی ۴ر

اکسیر ۳۰ { اس سے ویرج بڑھتا ہے۔ گاڑھا ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد قوت باہ بڑھنی شروع ہوتی ہے۔ جریان احتلام۔ سرعت کو بھی مفید ہے۔ قیمت فی پاؤ دو روپے۔ نمونہ ۵ تولے ۸ر

اکسیر ۳۱ چندر پربھاوٹی { یہ ایک ویدک نسخہ ہے۔ جو مختلف ناموں سے بڑے بڑے نامی ویدبیچ رہے ہیں۔ یہ دوائی پیشاب کے اندر منی اور شکر آنے کو مفید ہے۔ دیگر اقسام پرمیہہ۔ ذیابیطس کو نافع ہے۔ پتھری کو بھی مفید پڑتی ہے۔ اپھارہ۔ شول۔ بدہضمی۔ ورم خصیہ بھس۔ یرقان۔ بواسیر۔ بھگندر۔ ناسور۔ دردکمر دمہ وغیرہ کو نافع ہے۔ ویرج کو شدھ کرکے قابل اولاد بناتی ہے۔ قیمت ۳۲ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۸ گولی ۴ر

اکسیر ۳۲ آیورویدک ٹانک { ویرج کو شدھ کرکے قابل اولاد بناتی ہے۔ جب کوئی خاص وجہ مانع ہوتی نظر نہ آوے تو مرد وعورت دونوں گائے کے دودھ کیساتھ کھانا شروع کریں۔ ایک دو ماہ تک کھاویں اور ہر دفعہ بعد فراغت حیض ہم بستر ہوں تو پرماتما مراد پوری کریگا۔ یہ گولیاں مقوی باہ دافع جریان واحتلام وسرعت پیدا کنندہ خون صالح مقوی اعضائے رئیسہ ہیں اور دافع وجع المفاصل۔ دردکمر۔ درد گھٹنہ۔ درد پسلی درد چھاتی ریگھمن باؤ وغیرہ کل امراض باہ وبلغم ہیں۔ قیمت ۴۸ گولی چار روپے۔ ۳۲ گولی دو روپے۔ نمونہ ۸ گولی ۸ر

اکسیر ۳۴ الف { جریان کے واسطے لاثانی دوائی ہے۔ کثرت احتلام کو بہت جلد فائدہ کرتی ہے۔ سرعت کو بھی نافع ہے۔ کیونکہ منی گاڑھا کرنے میں بے مثل ہے۔ قدرتی امساک بڑھاتی ہے۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپے۔ نمونہ ۸ گولی آٹھ آنے

اکسیر ۳۹ { مبہی دافع سرعت ورقت ہے ویریہ کو خوب بڑھاتی ہے اور گاڑھا کرتی ہے دل ودماغ کو تراوت پہنچاتی ہے اور مضبوط کرتی ہے۔ طاقت بدنی کو بڑھاتی ہے۔ سرعت کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔ جریان کو بھی نافع ہے۔ لیسدار اشیاء ہونے کے باوجود قابض نہیں ہے۔ اسکے کھانے سے قدرتی امساک بڑھتا ہے۔ قیمت فی پاؤ دو روپے۔ آدھ پاؤ ایک روپیہ

اکسیر ۴۰ دافع احتلام { یہ دوائی خاص طور پر مریضان احتلام کے واسطے ہے دافع جریان سرعت.... ہے ممسک بھی ہے۔ کثرت احتلام کی زیادتی ایک ماہ کے اندر موقوف ہوجاتی ہے۔ قیمت ۳۲ گولی ایک روپیہ۔ نمونہ ۴ر

اکسیر ۵۰ { مقوی ادویات کی سرتاج ہے۔ چند دنوں کے اندر وہ طاقت دکھاتی ہے۔ جو پہلے کبھی نہ دیکھی ہے قیمت ۳۰ گولی چودہ روپے ۱۵ گولی سات روپیہ ۸ گولی چار روپے

اکسیر ۶۱ { سرعت کیواسطے عجیب دوائی ہے مقوی اعضاء رئیسہ۔ ۲ ماشہ تیسرے پہر کھانے سے مستغنی ہوتا ہے۔ مگر کوئی افیون وغیرہ مضر چیز اس میں شامل نہیں قیمت چار تولے چار روپے۔ نمونہ ایک تولہ ایک روپیہ

خط وکتابت وتار کے لئے پتہ۔ "امرت دھارا" ۱۲۵ لاہور
المشتہر
مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا سٹرک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور ۲۵ فروری۔ آج لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کی ایک سپیشل میٹنگ زیر صدارت لالہ جگن ناتھ اگروال منعقد ہوئی مختلف اصحاب کی تقاریر اور بحث وتمحیص کے بعد یہ ریزولیوشن پاس ہوا۔ کہ ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن نے اپنی ۱۶ فروری کی میٹنگ میں لالہ ہرکشن لال آنجہانی کا فوٹو بار لائبریری میں لٹکانے کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ اسے منسوخ کیا جاتا ہے۔

نئی دہلی ۲۵ فروری۔ آج پولیس اور سی آئی ڈی نے رائے بہادر سیٹھ بھاگ چند سونی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کی جائے رہائش کی بھی تلاشی لی۔ آپ کو گرفتار کر کے مسٹر اے ایچ لیبارڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا گیا۔ جس نے آپ کو پچاس ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گرفتاری فائننس ممبر کے پرسنل اسسٹنٹ کی رپورٹ پر عمل میں لائی گئی۔ جس نے شکایت کی تھی۔ کہ رائے بہادر نے آئندہ بجٹ کا راز معلوم کرنے کے لئے (کہ کن کن چیزوں پر انکم ٹیکس بڑھایا جائے گا۔ اور کن کن پر کم کیا جائے گا) اس کو رشوت دینے کی کوشش کی۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ امیر البحر کی پوری وردی میں ملبوس ہو کر ملک معظم نے اپنے عہد میں بکنگھم محل میں پہلی دفعہ درباریوں کو خطابات اور اعزازات سے سرفراز کرنے کی رسم ادا کی۔ یہ تقریب سرکاری تھی۔ اس موقعہ پر ڈیڑھ سو اصحاب کو ملک معظم نے اعزازی سندات دیں۔ جملہ اصحاب نے یا تو وردیاں پہنی ہوئی تھیں یا درباری لباس میں ملبوس تھے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ ہاؤس آف کامنز میں حکومت کی طرف سے امپائر کے ڈیفنس کے لئے جو قرضہ لینے کا بل پیش کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق لیبر پارٹی کی طرف سے کل یہ مخالفانہ ترمیم پیش کی جائے گی۔ کہ جب تک حکومت کی طرف سے کوئی تعمیری غیر ملکی پالیسی پیش نہ کی جائے۔ اس وقت تک دوسری سلطنتوں کے مقابلہ پر بھاری فوجی قوتوں کا جمع کرنا شک وشبہ سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے لیبر پارٹی اس بات کے خلاف ہے کہ قرضہ اٹھا کر ڈیفنس کے لئے مصارف کی کفیل بنے۔

وائنا ۲۴ فروری۔ ڈیوک آف ونڈسر ۱۲ دسمبر کو انگلستان سے روانہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ ڈیوک آف ونڈسر کی ڈیوک آف کینٹ سے ملاقات ہوئی۔ ہر دو کی ملاقات ہوٹل کے ایک پرائیویٹ کمرہ میں ہوئی۔

کراچی ۲۵ فروری۔ سندھ پراونشل کانگرس کمیٹی کی کونسل اور سندھ لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبران کی مشترکہ میٹنگ میں متفقہ طور پر ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ جس میں قرار دیا گیا۔ کہ سندھ لیجسلیٹو اسمبلی میں کانگرس پارٹی کا بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر وزارت مرتب کرنے میں کوئی ہاتھ نہ ہوگا۔

شیلانگ ۲۵ فروری۔ آسام گورنمنٹ نے سلہٹ میونسپلٹی کو معطل کئے جانے کے احکام صادر کر دیئے ہیں۔ اس کی وجہ میونسپلٹی میں بدانتظامی بیان کی جاتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر سلہٹ یکم مارچ سے میونسپلٹی کا چارج لے لیں گے۔

کراچی ۲۵ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ کراچی میونسپل کارپوریشن نے گورنمنٹ سندھ سے درخواست کی ہے کہ قانون گداگری کا اطلاق شہر کراچی پر کیا جائے کیونکہ یہاں گداگری کی لعنت بہت بڑھ رہی ہے۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) انڈیا آفس کے اعلیٰ حلقوں میں افواہ ہے۔ کہ اگر سر ایم۔ ایس سلیمان نے فیڈرل کورٹ کا جج بننا منظور نہ کیا۔ تو سر عبدالقادر کو مقرر کیا جائے گا۔ اور اس حالت میں سر سید رضا علی کو سر عبدالقادر کی جگہ انڈیا کونسل کا ممبر مقرر کیا جائے گا۔

لاہور ۲۵ فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ ضلع لاہور کے ایک پولیس افسر (راجہ محمد سرور خان) کو پنجاب اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینے کے الزام میں ملازمت سے معطل کر دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف محکمانہ تحقیقات ہو رہی ہے۔

نئی دہلی ۲۵ فروری۔ ایوان والیان ریاست نے مہاراجہ پٹیالہ کو سال رواں کے لئے چانسلر منتخب کر لیا ہے۔ رائے شماری پر مہاراجہ پٹیالہ کو ۳۰ اور مہاراجہ دھولپور کو ۱۳ ووٹ ملے

الہ آباد ۲۵ فروری۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ۲۷ اور ۲۸ فروری کو واردھا میں منعقد ہونے والا ہے جس میں حالات حاضرہ پر گہرا غور وخوض کیا جائے گا۔ ذمہ دار کانگرسی حلقے اس اجلاس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے بیان کر رہے ہیں کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی وزارتوں کی قبولیت یا عدم قبولیت کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرے۔ لیڈروں کا بیان ہے۔ کہ اگرچہ واردھا کے اجلاس میں ورکنگ کمیٹی کے ارکان انفرادی طور پر اس اہم مسئلہ پر مبادلہ افکار کریں گے۔ مگر موجودہ حالت میں ورکنگ کمیٹی کی طرف سے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جائیگا پنڈت جواہر لال نہرو اور اچاریہ کرپلانی آج شام عازم واردھا ہو رہے ہیں تاکہ اجلاس میں شریک ہو سکیں۔

لنڈن ۲۵ فروری۔ تاجپوشی کی تقریب میں دارالعوام کی نمائندگی کے فرائض کیپٹن فٹزرائے (سپیکر) سرانجام دیں گے۔

کلکتہ ۲۴ فروری۔ عید کی شام کو بیکر ہوسٹل میں مسلم طلبہ کی طرف سے ڈنر پارٹی ترتیب دی گئی۔ جس میں بنگال کے سرکردہ حضرات مدعو کئے گئے تھے اس موقعہ پر مسٹر اے کے فضل الحق نے تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ ہم ایک خاص پروگرام کی بنا پر انتخابی جنگ میں شریک ہوئے۔ اور اب ملک نے ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہم اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے اس پروگرام کو کامیابی کے ساتھ عملی صورت دینے کے لئے ضروری ہے۔ کہ تمام جماعتیں اور خاص کر مسلم جماعتیں جو آئین کو چلانا چاہتی ہیں۔ متحد ہو کر دوش بدوش کھڑی ہو جائیں۔

دہلی ۲۵ فروری۔ مسٹر کاظمی نے ریلوے بجٹ میں تخفیف کے لئے جو تحریک پیش کی تھی۔ وہ ۵۰ آرا کی موافقت اور ۳۱ کی مخالفت سے منظور ہو گئی ہے محرک نے اس تحریک میں زور دیا تھا۔ کہ ڈبوں اور انجنوں کو ہندوستان میں بنانا چاہیئے۔ اس تحریک کی منظوری کے وقت ہاؤس میں زبردست تالیاں پٹیں

لاہور ۲۵ فروری۔ سر فضل حسین مرحوم کی مجوزہ یادگار کے قیام کے پیش نظر ایک سب کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جس میں بہت سے معززین شامل ہیں۔

راولپنڈی ۲۵ فروری۔ مری کی پہاڑیوں پر گلیوں میں شدید برفباری ہو رہی ہے۔ جس کے باعث راولپنڈی میں سردی کا زور بڑھ گیا ہے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ کل ساری رات پہاڑ پر برف باری ہوتی رہی۔ مری کوہالہ سڑک روڈ بالکل بند ہو گئی ہے۔ اور سڑک پر گاڑیوں کی آمد ورفت اب براستہ حویلیاں اور ایبٹ آباد ہو رہی ہے۔ منگوار کی رات سے بارش ہو رہی ہے۔ اور اس کا سلسلہ ابھی منقطع نہیں ہوا۔ کیمبل پور اور ہزارہ کے اضلاع سے بھی بارش کے متعلق یہی اطلاع موصول ہوئی ہے

بریلی ۲۵ فروری۔ بریلی سٹی کانگرس کمیٹی نے ۹ آرا کے اتفاق اور ۵ کے اختلاف سے فیصلہ کیا ہے کہ کانگرس کو وزارتیں قبول کر لینی چاہئیں۔ اس اجلاس میں جو ریزولیوشن منظور ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک کے مفاد کے پیش نظر یو۔ پی اور دوسرے ان صوبوں میں جہاں کانگرس کو قطعی طور پر اکثریت مل چکی ہے۔ وزارتیں قبول کر لی جائیں جن صوبوں میں کانگرس کو اکثریت نہیں ملی وہاں کانگرس پارٹیوں کو دوسری مخالفانہ پارٹیوں سے مل کر دستور اساسی کو تباہ کرنے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان دارالامان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی